یافت!

تحریر: احمد شاکر

سنگلاخ اور بے آب و گیاہ کوہساروں کی خاک چھانتا، اندھیروں سے لڑتا، ٹھوکریں کھاتا، ڈگمگاتا، حال بے حال شخص یکایک جنت سی وادی میں جا پہنچے تو اس کی حیرت کی انتہا بھی کوئی انتہا ہو گی! ہزار ہا رنگوں اور ہزار ہا خوشبوؤں سے بنی اس جنت کی ہر ہر چیز اسے جکڑ لینے، گم کر دینے اور اپنا اسیر بنا لینے کے لیے کافی ہو گی۔ کچھ ایسا ہی معاملہ توحید کا ہے۔

کوئی فلسفوں، رواجوں، رسموں اور روایتوں کے بے رحم سلسلے عبور کرتے اس کی جنت میں جا پہنچے جس کی مٹی اس کی آبلہ پائی کی شفا ہو، جس کے منظر اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں، جس کا پانی اس کی سلگتی ذات کے لیے آبِ حیات ہو تو اس کی خوشی نا قابلِ بیان نہ ہو تو اور کیا ہو!

اس باغِ اِرم کے پھولوں میں ہزار رنگ ہوں اور ایک رنگ میں ہزار اور رنگ ہوں تو کیا وہ ایک پتی ہی کو پکڑے دیکھتا نہ رہ جائے گا! ایک کے بعد ایک رنگ کو دیکھ لینا، ایک کے بعد ایک خوشبو کو پا لینا، ایک کے بعد ایک روشنی کو دیکھ لینا اس کے لیے کتنا حیرت انگیز ہو گا... دور بیٹھے اس کا صرف تصوّر ہی ممکن ہے!

اس وادی میں عرصے سے بسنے والا کوئی شخص نو وارد کا ایک نئی روشنی دیکھ لینے، ایک نیا رنگ دریافت کر لینے، ایک نئی خوشبو پا لینے پر وفورِ حیرت سے بے قابو ہونے پر ضرور مسکرائے گا اور شائد اپنے جی میں کہے گا کہ ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے کہ ایک اکیلے پتے پر ہی جان ہار دی...! ابھی تو مقام ہائے حیرت بہت باقی ہیں...!

ہاں! اس جنت میں سیر کے لیے ہمت چاہیے، حوصلہ چاہیے، ایسی نظریں چاہییں جو

ایک نگاہ میں ہزار رنگوں کو بسا سکیں۔ ایسے پُر شوق قدم چاہییں جو ہر کوچے کی سمت بے دھڑک اٹھ سکیں۔ سچے، خالص، بے کھوٹ، کھرے اور سیدھے دِل چاہییں۔ ایسے زرخیز دِل، جو آسمان سے برستی بارش کو جذب کر لیں اور پھر اس سے طرح طرح کی جنتیں اگ آئیں!

أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا (الرعد:١٧)

"اس نے آسمان کی جانب سے پانی اتارا تو ہر ندی نالہ اپنی اپنی گنجائش کے مطابق اسے لے کر چل نکلا"

دلوں میں دل!

گڑھے والوں کے دِل، بیعت والوں کے دِل، کھیت کھلیانوں سے دِل!

بچھڑے والوں کے دِل، چٹیل میدانوں سے دِل، اوندھے پیالوں سے دِل!

...اور ایک یہ دِل!